

آفتاب علم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ

۶ اپریل ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بروز اتوار صبح دس بجے فکرولی الہی کے وارث اور ترجمان، مفسر قرآن، محقق و مورخ، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ لاکھوں عقیدت مندوں، شاگردوں اور عزیز واقارب کو داغ مفارقت دے کر قبرستان کلاں گوجرانوالہ میں آسودۂ خاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے دین کی اشاعت کے لیے منتخب کرتا ہے تو پھر اس پر خصوصی التفات فرماتا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور شیخ التفسیر مولانا صوفی عبدالحمید سواتی انھی چندہ افراد میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں شنکیری (مانسہرہ) کے ایک دور دراز گاؤں چیزاں ڈھکی سے اٹھایا اور دنیاے اسلام کی عظیم دینی و تعلیمی شخصیات میں لاکھڑا کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے مدرسے سے حاصل کی۔ کئی دینی مدارس سے فیض یاب ہونے کے بعد آپ نے مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں بھی تعلیمی پیاس بجھائی۔ یہاں آپ کو جمعیتہ علمائے ہند کے مرکزی راہ نما حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ سے استفادہ کا موقع ملا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے طیبہ کالج حیدرآباد دکن سے طب یونانی کی سند حاصل کی اور پھر دارالمبلغین لکھنؤ سے بھی تربیت حاصل کی۔ آپ کو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا اعجاز علی، حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا عبدالقادر کیمبل پوری اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواسی رحمہم اللہ جیسی نابینہ روزگار ہستیوں سے اکتساب فیض کا موقع ملا۔

گوجرانوالہ کو خان پور سانس سے گوجرانوالہ بننے کا شرف ملا تو اسے پہلوانوں کے شہر کا نام اور تعارف ملا۔ علمی سطح پر اس وقت مدرسہ انوار العلوم اور مرکزی جامع مسجد المحققہ شیرانوالہ باغ محدث گوجرانوالہ مولانا عبدالعزیز کی یادگار کی حیثیت سے جگہ رہے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد سینکڑوں افراد کے اس شہر میں لوگوں کی تعداد لاکھوں کو چھونے لگی۔ بدعت، بد عقیدگی اور ہندوانہ رسوم نے اس شہر پر سایہ کر لیا۔ اس ماحول میں حضرت صوفی صاحب نے گوجرانوالہ شہر کے بارہ دروازوں سے باہر چوک گھنٹہ گھر سے متصل شہر کا پانی جمع ہونے سے بننے والے ایک بڑے سے جوہڑ کے کنارے مدرسہ نصرت العلوم اور عظیم الشان مسجد نور کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اس کام کا آغاز بے سرو سامانی کے عالم میں کیا تھا۔ دیکھتے ہی

* گورنمنٹ ہائرسینڈری اسکول، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

دیکھتے جو ہڑغائب ہو گیا اور آج عظیم جامعہ نصرت العلوم نقشہ عالم پر نگہگار ہے۔

آپ نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی فکر اور شیخ انیسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی اتباع میں مدرسہ نصرت العلوم میں دورہ تفسیر کا اجرا کیا جو حضرات شیخین (حضرت صوفی صاحب اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر) کی علالت تک جاری رہا۔ آپ کی سرپرستی میں مدرسہ نصرت العلوم سے مجلہ نصرت العلوم کا بھی اجرا ہوا جو دینی اصلاح اور تحقیق کا مرقع ہوتا ہے۔

جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، آپ مسجد نور میں باقاعدگی سے درس قرآن وحدیث ارشاد فرماتے رہے۔ ان دروس سے اردو کی سب سے بڑی اور جدید و سہل تفسیر ”معالم العرفان فی دروس القرآن“ ۲۰ جلدوں میں منصفہ شہود پر آئی جو اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں باطل فرقوں اور باطل نظریات کی تردید کی گئی ہے اور جدید دور کے سائنسی اور فکری مسائل کا حل سلیس اور آسان اردو میں دیا گیا ہے۔ اس میں جدید و قدیم تفسیری ذخیرے کا خلاصہ بھی ہے۔ آپ سے ہزاروں شاگردوں نے اکتساب فیض کیا ہے اور لاکھوں لوگ معالم العرفان فی دروس القرآن، نماز مننون اور دیگر تصانیف اور خطبات سے مستفید ہو کر جاہد حق پر گام زن ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے فکر و فلسفہ کے امین امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار کو جن حضرات نے گہرائی میں جا کر سمجھا اور ان کی توضیح و اشاعت کے لیے کام کیا، ان میں حضرت صوفی صاحب کا نام نہایت قابل احترام ہے۔ آپ نے اس بات کو غلط ثابت کیا کہ امام انقلاب مولانا سندھی کمیونزم سے متاثر تھے۔ آپ اس موضوع پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے اور آپ نے ”مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم و افکار“ کے عنوان سے ایک شاہکار کتاب بھی تصنیف کی ہے۔

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی بہت ہی زبردست قوت اصلاح کے مالک تھے۔ آپ نے لاکھوں لوگوں کے ایمان و عقیدہ کی اصلاح کی۔ مجھے ۲۸ سال تک ان کی سرپرستی اور راہ نمائی سے مستفید ہونے کا موقع ملا اور مجھ جیسے کالجیٹ جب حضرت صوفی صاحب کے پاس حاضر ہوتے تو قدرتی طور پر ایسا رعب و دبدبہ طاری ہو جاتا کہ پاس ادب سے زبان گنگ ہو جایا کرتی تھی۔ آپ کی مجلس میں حاضری سے قبل یہ تسلی کر لیتے تھے کہ کہیں آپ کسی بات پر ہم سے نالاں تو نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کے پاس حاضر ہو کر کچھ حوصلہ پاتے، پھر صوفی صاحب کی مجلس میں سلام کر کے ایک جانب ہو کر بیٹھ جاتے۔ سرزنش کے بعد آپ کی نصیحتیں اور دعائیں ذہنی اور قلبی تسکین کا باعث ہوتیں۔

۶ اپریل کا دن وہ دن ہے جس نے ہم سے ہمارا مربی، سرپرست، ہمدرد اور مخلص راہ نما، قائد اور استاذ چھین لیا ہے۔ ان کی توجہ، ان کی محبت اور ان کی دعائیں یقیناً ہمارے لیے توشہ آخرت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ روز آخرت آپ کی رفاقت نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔